برطانوی بلی کا قتل اور سانحہ مظفر گڑھ

تحریر: سہیل احمد لون

یورپ، برطانیہ سمیت دیگر مہذب معاشروں میں بچہ انسان کا ہو یا جانور کا، اس کی غلطی کو بلا امتیاز مسکراہٹ کے سمندر میں ڈبو کر بھلا دیا جاتا ہے۔ پالتو جانوروں سے اس حد تک لگاؤ ہوتا ہے کہ بوڑھے ماں باپ سے زیادہ ان کو ترجیح دی جاتی ہے۔ شاید اسی وجہ سے انسانوں کے اولڈ ہاؤس تو گنجان ہوتے جا رہے ہیں مگر پالتو جانور آخری سانس تک گھر میں ساتھ رکھا جاتا ہے۔ پالتو جانوروں کا باقاعدہ ڈاکٹر کے پاس اندراج کیا جاتا ہے۔ جرمنی میں لوکل کونسل کے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ میں بھی اپنے پالتو جانور کا اندراج کروانا لازمی ہے۔ جن لوگوں نے گھروں میں پالتو جانور رکھیں ہوتے ہیں جب وہ اپنی سالانہ تعطیلات گھر سے باہر منانے جاتے ہیں تو اپنے جانوروں کو ایسے اداروں میں چھوڑ کر جاتے ہیں جہاں ان کی مکمل دیکھ بال کی جاتی ہے۔ اس کے بدلے ان کو بھاری معاوضہ بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ کتے بلیوں سے اتنا پیار دیکھ کر میرے ایک سکھ دوست نے جرمنی میں مجھ سے کہا کہ "میری یہ خواہش ہے کہ رب مجھے اگلے جنم میں کتا بنا کر یورپ میں پیدا کرے، کم از کم مرنے تک ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی تو بسر ہوگی"۔ جہاں جانوروں کی قدر و منزلت کا یہ عالم ہو کہ سردار جی اگلے جنم میں کتا بننے کی خواہش ظاہر کریں تو وہاں اگر کوئی اپنے ہی پالتو جانور پر "طالبانہ تشدد" کر کے ہلاک کر دے تو ایسی خبر میڈیا کی زینت تو بنے گی۔ گزشتہ دنوں برطانوی میڈیا میں جنوبی یارک شائر، ہوئے لینڈ سے تعلق رکھنے والی سنہری بالوں والی 23 برس کی دوشیزہ (Laura Cunliffe) لاؤرا کنلیف کا ذکر نمایاں تھا۔ اس کو اپنی بلی ہلاک کرنے کے جرم میں عدالت نے 14 ہفتے جیل، جانوروں کے معالج کو 776 پاؤنڈز ادا کرنے کا حکم، اس کے علاوہ تاحیات جانور رکھنے کی ممانعت۔

لاؤرا نے گھر میں مچھلیاں اور بلی پال رکھی تھی۔ اس نے باورچی خانہ میں دیکھا کہ اس کی گولڈن مچھلی کی باقیات پڑی تھیں۔ جس پر اس نے یہ خیال کیا کہ اس کی بلی نے مچھلی کو کھا لیا ہے۔ اس نے طیش میں آ کر بلی کو مائکروا وون میں رکھا کر جلا دیا۔ کچھ دیر بعد اس نے بلی باہر نکالی تو اس کی سانسیں چل رہی تھیں۔ وہ بلی کو تولیے میں لپیٹ کر اپنی سوتیلی بہن کے گھر لے گئی جہاں اس نے بلی پر ٹھنڈا پانی ڈالا جس کے بعد بلی ہلاک ہوگئی۔ جج (Foster) فوسٹر نے سزا سنانے سے قبل کہا کہ تم نے جو وحشیانہ اقدام کیا ہے اس کے لیے تم عبرت ناک سزا کی حقدار ہو۔ تم نے صرف بلی کو ہلاک ہی نہیں کیا، میڈیکل رپورٹ کے مطابق اسے مرنے سے پہلے کافی دیر تک شدید کرب سے بھی گزارا ہے جس کی تم واحد ذمہ دار ہو۔ وکیل صفائی نے عدالت کو بتایا کہ وہ ذہنی مریضہ ہے اور وقوع کے روز اس نے اپنی دوائیں نہیں کھائی تھی جس کی وجہ سے اسے اپنے حواس پر قابو نہیں رکھ سکی۔ مگر عدالت نے لاؤرا کی سفاکانہ حرکت کو مجرمانہ قرار دے کر اسے جیل بھیج دیا۔ اس سے قبل بھی برطانوی عدالت میں 2010ء میں میری بیل نامی ایک خاتون کو صرف اس لیے £250 جرمانہ کیا تھا کہ اس نے بلی کو کوڑے دان میں پھینک دیا تھا اور بدقسمتی سے گلی میں نصب سی سی ٹی وی کیمرے نے اس منظر کو محفوظ کر لیا۔ سوشل میڈیا اور یوٹیوب پر اس کا زبردست عوامی ردعمل بھی دیکھنے میں آیا۔ وطن عزیز میں قانون دان بننے کے لیے تقریباً وہی قانون پڑھا جاتا ہے جو برطانیہ میں پڑھایا جاتا ہے۔ برطانیہ میں بلی کی

قاتلہ کو چودہ ہفتے کے لیے جیل بھیج دیا جاتا ہے، انسان کے قاتل کو عمر قید کی سزا بھی سنائی جاتی ہے۔ وطن عزیز میں قانون نافذ کرنے والے ادارے بھی موجود ہیں، آئینی وقانونی ترامیم کرنے والے سیاستدان بھی، اندرونی وبیرونی خدشات سے عوام الناس کو بچانے کے لیے حساس ادارے بھی اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ چمکتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہاں جانور تو درکنار انسان کو بھی تحفظ، عدل وانصاف ملتا دکھائی نہیں دیتا۔ یہ تمام ادارے اشرافیہ اور امراء کو تحفظ فراہم کرتے نظر آتے ہیں۔ چند ہفتے قبل تھر پارکر میں درجنوں کی تعداد میں موروں کے ہلاکت ہوئی، اس کے بعد غریبوں کے مویشی مرنا شروع ہوگئے۔ غریب کے لیے اس کے مویشی اس کی اولاد سے کم نہیں ہوتے۔ ابھی وہ اپنے مویشیوں کی ہلاکت کے زخموں کا درد محسوس کر رہے تھے کہ ان کے بچے بھوک، ننگ، پیاس اور بغیر علاج معالجے اور دوا دارو کے مرنے شروع ہوگئے۔ زندگی تو موت کی امانت ہوتی ہے، مگر فاقہ کشی کی حالت میں، موذی بیماریوں کی آغوش میں بغیر دوا کے، درد کی شدت برداشت کرکے تڑپ تڑپ کر ماں باپ کے ہاتھوں میں بے بسی سے مرنا ریاست کے لیے شرمناک ہے۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ جن کی ذمہ داری تھی وہ ثقافتی میلوں میں لڈی ڈال رہے تھے، کوئی بے معنی عالمی ریکارڈ بنانے میں مگن، کوئی طالبان سے بغل گیر ہونے میں مدہوش عوام کی کسی کو ہوش نہیں۔ غریب عوام کے بچے شدید تکلیف برداشت کرنے کے بعد مر رہے ہیں۔ مائیں مجبور ہوکر اپنے بچوں کو مار کر خودکشی کرنے پر مجبور ہو رہی ہیں۔ اگر کوئی بچ جائے تو دہشت گردی کا شکار ہوجاتا ہے۔ اعداد وشمار کے سامری اسحاق ڈار صاحب نے چھڑی گھمائی تو ڈالر کمزور اور روپیہ توانا ہوگیا۔ عوام کو اس کا کیا فائدہ......؟ ڈالر سستا ہوکر بھی ڈالڈا مہنگا ہی ہے تو ڈاری کرشمہ فضول ہے۔ جہاں اخلاقیات کی قدر ومنزلت کا خیال رکھا جاتا ہے وہاں ٹرین کا ایک معمولی حادثہ ہونے کی صورت میں ریل کا وزیر عوام سے معافی مانگ کر خود استعفیٰ پیش کر دیتا ہے، ٹیم اچھا نہ کھیلے تو کوچ معافی مانگ کر اپنے گھر چلا جاتا ہے، کھلاڑی فارم میں نہ ہو تو ٹیم پر بوجھ بننے کی بجائے بیرون ملک دورے کے دوران معافی مانگ کر پہلی فلائٹ پکڑ کر گھر لوٹ آتا ہے، حادثہ رونما ہونے کی صورت میں ہلاک ہونے والوں کے لواحقین اور زخمیوں کو محض ہرجانے یا امداد کا اعلان کرکے ٹرخالوجی سے کام نہیں لیا جاتا بلکہ حقیقی اور عملی طور پر امداد کی جاتی ہے۔ اپنے تمام کام چھوڑ کر آفت زدہ علاقے میں عوام کے ساتھ کھڑا ہوکر ان کو یہ احساس دلاتے ہیں کہ وہ ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ تھر پارکر میں جانوروں کی ان گنت ہلاکتوں کے بعد اب سو سے زائد بچے ہلاک ہوچکے ہیں۔ سندھ کے سدا بہار گورنر جناب عشرت العباد اپنی کرسی پر ''شاد و آباد'' ہیں، سندھ کے جیالے وزیر اعلیٰ محترم جناب قائم علی شاہ بھی بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ''قائم'' ہیں۔ زلزلہ آئے یا سیلاب، قحط پڑے یا وبائی مرض......ہمیں امداد دینے والوں کی کمی نہیں ہوتی۔ المیہ یہ ہے کہ امداد کبھی دیانتداری کے ساتھ حقدار تک پہنچی ہی نہیں۔ موجودہ دور میں چیریٹی آرگنائزیشن، این جی اوز، بلا نقصان اور انویسٹ منٹ کے ایک منافع بخش کاروبار بنتا جا رہا ہے۔ اپنی پالتو بلی کو اذیت دے کر مارنے کے جرم میں ایک برطانوی لڑکی کو چودہ ہفتے جیل کی سزا ہوجاتی ہے، لیکن افسوس کہ پاکستان میں پہلے آمنہ نامی بچی کے ساتھ زنا بالجبر کا واقعہ پیش آتا ہے اور پھر وہ اپنے ملزمان کو سزا دلوانے کیلئے خودسوزی کرتی ہے۔ عدل وانصاف فراہم کرنے والے ادارے جب ملزمان کے بھائی بن جائیں تو پھر قاتل اور مقتول میں کوئی فرق نہیں رہتا بلکہ قاتل زیادہ قابل احترام سمجھا جاتا ہے۔ تھر کا قحط بھی ختم ہوجائے گا' طالبان سے مذاکرات کا بھی کوئی نہ کوئی نتیجہ نکال ہی لیا جائے گا لیکن سوال تو یہ

ہے کہ جو قوم اپنی بیٹیوں کی حفاظت نہیں کر پاتی بھلا اُس سے اور کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ہم بھارت کو اپنا بدترین دشمن سمجھتے ہیں لیکن وہاں ریل میں ایک لڑکی کے ساتھ ڈاکو زنا بالجبر کے مرتکب ہوتے ہیں تو بھارت میں کہرام مچ جاتا ہے لیکن ہم سماجی طور پر بھی اتنے پست ہو چکے ہیں کہ صرف جانور کی طرح اپنے بچوں کو ہی اپنے بچے سمجھتے ہیں۔ہم برطانیہ اور امریکہ کی برائیاں کرتے نہیں تھکتے لیکن یہاں تو بلی کی قاتلہ کو معاف نہیں کیا جاتا لیکن اپنے دیس میں عورتوں کو برہنہ کر کے بازاروں میں پھروایا جاتا ہے'بچیوں سے زیادتی کی جاتی ہے اور وڈے افسر مک مکا کر لیتے ہیں' ایسے میں یہ پوچھنا تو بنتا ہی ہے کہ کیا وطن عزیز میں بسنے والے غریبوں کے بچوں کی آبرو اور جان کی اہمیت برطانوی بلی کے بچے سے بھی کم ہے؟

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

14-03-2014.